لطیفہ ۲۲

بادشاہت کوترک کرنے اورتختِ سلطنت کوٹھکرانے کے بیان میں

سیرو سیاحت اوراس کے دوران بعض مشائخ خاص طور پرحضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ[۱] سے ملاقات، حضرت شیخ شرف الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شرکت، حضرت شیخ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں باریابی اورمقصد حاصل ہونے، ان کے اپنے مقامات ایثارکرنے اورآپ کو جہانگیری کے لقب سے خطاب کیے جانے کی تفصیل۔

قال الاشرف :

الترک هوالاعراض، عن النفس والالقرا من عن البشریت الذنس (حضرت اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ترک یہ ہے کہ نفس سے روگردانی کی جائے اور بشریت کے میل کچیل سے قطع تعلق کیا جائے۔)

ان عجیب وغریب نکات اور مقامات کےتحریرکرنے والے نے وقتاً فوقتاً بادشاہت چھوڑ دینے کے بارے میں دریافت کیا حضرت قدوۃ الکبراؒ (ہربار) ٹال جاتے تھے۔ایک مدّت گزرجانے کے بعد ایک مرتبہ میں سمنان کے سفرمیں ولایت مقامؒ کے ساتھ تھا۔یہاں برادرعزیز سلطان محمّد سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اورحضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ[۲] سے آپ کے بادشاہت ترک کرنے اورتختِ سلطنت کوٹھکرا دینے کا سبب دریافت کیا گیا، چونکہ انھیں (شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ

۱؎ سیّد السادات، سیّد جلال الدین بخاری لقب مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ سیّد جلال الدین بخاری سرخ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ سنِ وفات ۷۸۵ھ ہے۔آپ کے ملفوظات کا مجموعہ "خزانہء جلالی" کے نام سے مشہور ہے۔آپ شیخ ابوالفتح رکن الدین سہروردی ملتانیؒ کے مرید اور شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے۔ملاحظہ فرمائیں "اخبار الاخیار" مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (اردوترجمہ) ازمولانا سبحان محمود اورمولانا محمد فاضل۔کراچی سال ندارد۔ص ص ۳۰۷ تا ۳۱۰۔

۲؎ علاؤالدولہ رکن الدین احمد بن محمد بن احمد بن محمد بیابانکی رحمۃ اللہ علیہ، سمنان کے قریب بیابانک میں ۶۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۳۶ھ میں وفات پائی۔حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں سب سے پہلے سلوک کی تعلیم آپ سے حاصل کی۔ وحدت الوجود کے مسئلے میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف رکھتے تھے۔ملاحظہ فرمائیں۔"تصوف حصہ اوّل" مصنفہ ڈاکٹر سیّد وحید اشرف دیلور (بھارت) طبع اوّل ۱۹۸۸ء ص ۱۱۷
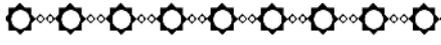
کو) اوّل سے آخر تک تمام حالات معلوم تھے، ایک ایک حال تفصیل سے بیان کیا۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ کے والدین اور آپ کی ولادت

جب حضرت ابراہیم سلطان کو زمانے کے باغ سے سلطنت کا چمن حاصل ہوا (یعنی بادشاہ ہوئے) تو ان کی عمر بارہ سال تھی۔ انھوں نے عدل وانصاف سے حکمرانی کی۔ جب پچّیس سال کے ہوئے تو ان کا نکاح خدیجہ بیگم سے جو حضرت احمد خواجہ یسوی رحمتہ اللہ علیہ[۱] کی اولاد سے تھیں کر دیا گیا۔ یہ بیگم بہت ہی صالحہ تھیں۔ چونکہ اُن کی پرورش پاک و پاکیزہ خاندان میں ہوئی تھی، رات دن قرآن پاک کی تلاوت اور نفل نماز میں گزارتی تھیں۔ اکثر راتوں میں قیام کرتیں اور دن میں روزہ رکھتی تھیں۔ تہجد کے نوافل کبھی اُن سے ترک نہ ہوئے۔ نظم:

نہ شب فارغ ست از پرستش گری
نہ روز از تماشائے دل پروری
بہ مقدارِ آں سر در آرد بخواب
کہ مرغے بروں آورد سرز آب

ترجمہ: رات کو عبادت گزاری سے فرصت نہیں، دن دل پروری کے تماشے سے فارغ نہیں ہوتا۔ بس اتنی دیر کے لیے نیند آتی ہے جتنی دیر کے لئے کوئی پرندہ پیاس بجھانے کے لئے پانی میں سر ڈالتا ہے اور اپنا سر پانی سے باہر نکالتا ہے۔

سلطان کی دو تین بیٹیاں (بیگم) سے پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد آٹھ سال تک کوئی بچّہ پیدا نہ ہوا۔ سلطان اس سبب سے پریشان ہوئے اور (اہل اللہ) کے اس گروہ میں سے جسے لائق خیال کرتے دعا کی درخواست کرتے۔

شعر:

ہر کہ درے ہمّت مرداں زند
بر رُخِ او زود شود فتح باب
ہمّت دلہا ست کلید مراد
گیر کلیدش کہ شوی گنج یاب

ترجمہ: جو شخص کہ مردوں کی ہمّت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، اُس پر کامیابی کا دروازہ کھل جاتا ہے دلوں کی ہمت مراد

---

[۱] احمد یسوی رحمتہ اللہ علیہ: یہ بزرگ احمد اَتا یسوی کے نام سے مشہور ہیں۔ اَتا ترکی زبان میں باپ کو کہتے ہیں۔ احمد یسوی سلسلہء خواجگان کے سرخیل ہیں۔ خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی "منطق الطیر" میں "پیرِ ترکستان" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ خواجہ احمد یسوی رحمتہ اللہ علیہ نے قریہ یُسی کو اپنے ارشاد و تلقین کا مرکز بنایا۔ یہ قریہ اب قازعستان میں شامل ہے۔ ۵۶۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ ملاحظہ فرمایئں "تاریخِ مشائخ چشت" مصنفہ ڈاکٹر خلیق احمد نظامی مرحوم کراچی ۱۹۸۲ء ص ۱۷۱۔ ۱۷۲

پانے کی کنجی ہے۔ (اے مخاطب) تو اس کنجی کو حاصل کر لے تا کہ تجھے خزانہ مل جائے۔

حضرت ابراہیم مجذوب جو اُس علاقے کے دیوانے لوگوں کے فرزانوں میں تھے اور پوشیدہ داناؤں میں سے تھے اور سلطان کو اُن سے پوری عقیدت تھی، ایک روز صبح کے وقت جب کہ بیگم اور سلطان ایک ساتھ جاء نماز پر بیٹھے تھے، نمودار ہوئے۔ دونوں سخت حیران ہوئے کہ کس نے انھیں یہاں آنے دیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم مجذوب خود سے یہاں آئے ہیں انھیں کسی نے پہنچایا نہیں ہے۔ قطعہ:

رہِ ایناں مبیں چوں راہِ خودرا
کہ ایشا ں را بود را ہے بہنجار
اگر در طُرفتہ ا لعینے بخواہند
بر آرند راہ ِ از دریا و کہسار

ترجمہ: اُن کے راستے کو اپنا جیسا راستہ خیال نہ کر ان کے لئے راستے میں خلل پیدا نہیں ہوتا۔ اگر یہ چاہیں تو پلک جھپکنے میں پہاڑ اور دریا عبور کر لیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم مجذوب کو دیکھتے ہی سلطان اُن کے استقبال کے لئے آگے بڑھے اور انھیں لے جا کر تختِ شاہی پر بٹھایا۔ سلطان اور بیگم دونوں کچھ وقت تک تخت کے نیچے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہے۔ مجذوب نے کہا، اے ابراہیم! میں آپ کو بہت ہی مہربانی سے پیش آتے ہوئے دیکھ رہا ہوں شاید بیٹے کے آرزومند ہو۔ مجذوب کی بات سُن کر دونوں خوش ہوئے سلطان نے جواب میں عرض کیا کہ آپ حاکم ہیں اگر عنایت فرمائیں (تو میری خوش نصیبی ہے) مجذوب صاحب نے فرمایا! کہ اس کی قیمت بہت زیادہ ہے کیوں کہ ہم تو آپ کو زمانے کی انوکھی چیز دیں گے۔ سلطان نے عرض کیا جو حکم ہو (بجا لاؤں گا) مجذوب صاحب نے فرمایا، ایک ہزار شاہی سکہ چاہئے اسی وقت (ایک ہزار شاہی سکے) لا کر دامن مبارک میں بکھیر دیے۔ مجذوب صاحب وہاں سے بہت ہی خوش ہو کر اٹھے اور کہنے لگے۔ اے ابراہیم (مجذوب) تو نے ابراہیم (سلطان) کو باز دیا اس نے سستا خرید لیا۔ سلطان مجذوب صاحب کے احترام میں چند قدم چلے۔ مجذوب صاحب نے پیچھے مُڑ کر دیکھا اور فرمایا، اب اور کیا چیز درکار ہے۔ آپ نے اپنا بیٹا لے لیا، کیا خوب بیٹا ہے۔ مختصر یہ کہ اُن بزرگوار کے دَم کی بدولت اللہ تعالی نے (سلطان کو) بیٹا عطا فرمایا۔ اس مدّت میں حضرت ابراہیم مجذوب پھر کبھی تشریف نہیں لائے۔ جس وقت صبحِ صادق کے نمودار ہونے کی جگہ سے وہ خورشیدِ رخسار طلوع ہوا، اُس وقت تشریف لائے۔

نظم:

صباحِ جہاں آں شب آمد پدید
کہ از مولدش صبح صادق دمید
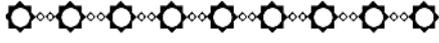
چو خورشید از مشرقِ روزگار
برآمد جہاں گشت خور شید وار

ترجمہ: دنیا کی فجر سے وہ رات ظاہر ہوئی کہ جس کی پیدائش کی جگہ سے صبح صادق روشن ہوئی، آفتاب کی مانند زمانے کی مشرق سے وہ جہاں گشت آفتاب کے دبدبے کے ساتھ برآمد ہوا، اور فرمایا:

اے سلطان ہمیشہ اس لڑکے پر متوجہ رہنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہے جو آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔

(۱) سپر دم بہ تو گو ہرے دُرجِ راز
درِ دُرج گو ہر تو بکشائے باز

(۲) نگہہ دار گنجینہ کاں حق پرست
کلید درِ گنج دار د بدست

(۳) چوگردد خراماں بہ گلزار دہر
چو گل تازہ گردد عذارِ سپہر

ترجمہ: (۱) میں نے تجھے حقیقت کے موتیوں کے صندوقچے کا موتی دے دیا ہے۔ تو موتیوں کے صندوقچے کو پھر سے کھول۔ (۲) اس خزانے کی حفاظت کر کہ وہ حق پرست خزانے کی کنجی ہاتھ میں رکھتا ہے۔ (۳) جب تو زمانے کے باغ سے خراماں خراماں واپس لوٹے تو آسمان کا رخسار تازہ پھول کی طرح کھل اُٹھے۔

جب وہ باغِ بادشاہت کا پودا اور گلزارِ تاجداری کا بلبل پندرہ برس کا ہو گیا تو باغِ سلطنت کا سرو اور گلزارِ حکومت کا سہی (یعنی ابراہیم سلطان) گلشنِ فردوس میں تشریف لے گئے۔ شاہی تاج وتخت قدوۃ الکبرا کو حاصل ہوا۔ آپ کی اس حیثیت کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔

تحصیلِ علوم:

جب آپ سات سال کے تھے تو آپ نے قرآن مجید سات قرأتوں کے ساتھ حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ علوم درسیہ کی تکمیل اور ادبیات کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ چودہ سال کی عمر تک آپ نے معقولات ومنقولات میں اس درجے مہارت حاصل کر لی کہ عراق کے مدرسوں میں آپ کا چرچا ہونے لگا اور ہر جگہ آپ کے علم کی وسعت کا ذکر کیا جانے لگا۔ بیت:

چناں مشہور گشت از درسِ تعلیم
کہ پس اہلِ فنوں کر دند تسلیم
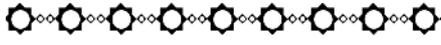
بہ علم نادرہ از زور اقوال
شدہ در درس دیں حلّال اشکال

ترجمہ: آپ طالب علمی کے زمانے ہی سے اتنے مشہور ہو گئے تھے کہ اربابِ فن نے (آپ کی ذہانت کا) اعتراف کر لیا تھا، آپ اپنے نادرِ علم کے ساتھ زوردار دلائل سے دینی مسائل کی مشکلات کو حل کر دیتے تھے۔

قدوۃ الکبراؒ کے عدل وانصاف کا مختصر ذکر:

آپ کی حکمرانی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالی کے ارادے اور بے پایاں تقدیر سے آپ کو سمنان کا تاجِ سلطنت وتختِ حکومت سپرد کر دیا گیا تو آپ نے اپنے عدل کی آبیاری اور انصاف کی بارش سے دنیا کے باغ اور زمانے کے چمن کو تازہ کر دیا حتیٰ کہ اطراف واکناف کے بادشاہ رشک کرنے لگے۔ مثنوی:

(۱) چو او رنگِ سمناں بدو تازہ گشت
جہاں از عدالت پر آوازہ گشت

(۲) بہ دورانِ عدلش ہمہ روزگار
گلستاں شدہ عدل آورد بار

(۳) زہے عدل و انصاف آں دادگر
کہ بر میش گرگے نہ بندد کمر

(۴) بشاہیں زند بال بازی کلنگ
کبوتر سوئے باز آورد چنگ

(۵) اگر فیل بر فرقِ مورے گذر
کند مور برفیل آرد نظر

(۶) کہ ایں دورِ سلطان اشرف بود
چساں ظلم تو بر سر من رود

ترجمہ: (۱) جب سمنان کا تخت آپ کی ذات سے تروتازہ ہوا تو دنیا میں آپ کے انصاف کا شہرہ ہو گیا۔
(۲) آپ کے عدل کے دور میں تمام عالم گلستان ہو گیا (گویا) عدل بار آور ہوا۔
(۳) آپ جیسے عادل کے عدل وانصاف کا کیا کہنا کہ بھیڑ پر بھیڑیے کو حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔
(۴) کلنگ شاہین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، کبوتر باز پر پنجہ مارتا ہے۔
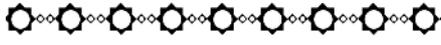
(۵) اگر ہاتھی چیونٹی کے سر پر سے گزرنا چاہے تو چیونٹی اسے سخت نگاہوں سے دیکھتی ہے۔
(۶) کہ یہ دور سلطان اشرف کی حکومت کا ہے، تیرا ظلم کس طرح مجھ پر روا ہو سکتا ہے۔

حضرت علاؤالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ایک روز سلطان (اشرف) شکار کے لیے نکلے۔ دو تین دن شکار میں رہے اور گاؤں دیہات میں شکار کھیلتے رہے۔ سپاہی ہر طرف شکار کے پیچھے گھوڑے دوڑا رہے تھے۔ حضرتؒ جانور پکڑنے والے باز کے پکڑے ہوئے ایک جانور کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ ایک بوڑھی عورت گاؤں سے آئی اور آپ سے انصاف کی طالب ہوئی۔ حکم ہوا کہ بڑھیا کو میرے سامنے پیش کریں بڑھیا کو پیش کیا گیا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ (لشکری) تیری کون سی چیز لے آئے ہیں۔ بڑھیا نے عرض کی کہ میرے پاس دہی تھی، زبردستی چھین کر لے آئے ہیں۔ فرمایا، ان جوانوں میں سے کس نے تیری دہی کھائی ہے۔ بڑھیا نے دیکھ کر بتایا کہ اِن لوگوں میں وہ شخص موجود نہیں ہے۔ یکا یک ایک سوار شکار پکڑے ہوئے دور سے دکھائی دیا۔ بڑھیا نے کہا یہی سوار ظالم ہے جو ادھر آ رہا ہے اتنے میں وہ سوار بھی آ گیا آپ نے اس سے دریافت فرمایا، تو نے ظلم کر کے اس نامراد کی دہی کیوں کھائی۔ اس نے عرض کیا۔

اے میرے بادشاہ، یہ بڑھیا جھوٹ کہتی ہے۔ میں نے دہی نہیں کھائی۔ آپ نے ضعیفہ سے گواہ طلب کئے وہ پیش نہ کر سکی، آپ نے فرمایا۔ اب میں بڑی تدبیر سے جھوٹ سچ معلوم کر لوں گا۔ آپ نے حکم دیا کہ کچھ مکھیاں پکڑ کر لاؤ مکھیاں پکڑ کر لائی گیئں، سوار کو حکم دیا کہ انھیں کھاؤ اس نے حکم کی تعمیل کی قے ہوئی۔ چونکہ (دہی کھائے) اتنی دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ ہضم ہو، ویسی کی ویسی قے کے ساتھ نکل آئی۔ آپ نے فرمایا اب کیا تلافی کی جائے۔ بہرحال اس سوار کا گھوڑا مع زین اور زرّیں لگام اُس ضعیفہ کو عطا کیا۔ سوار کی اس قدر ٹھکائی کی اور لاتیں رسید کیں کہ زندگی سے مایوس ہو گیا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ تختِ شاہی پر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور داد چاہی حکم ہوا کہ اس کو میرے سامنے لایا جائے تاکہ میں اُس کی فریاد کے بارے میں معلوم کروں۔ جب حاضر کیا گیا تو عرض کی کہ آج کی رات میں فلاں جماعت کے ساتھ سویا ہوا تھا، جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ چالیس سونے کے سکّے جو میری تھیلی میں تھے عیّار قسم کے لوگ لے اڑے ہیں۔ اب انکار کرتے ہیں اور واپس نہیں کرتے، آپ نے حکم دیا کہ اُن لوگوں کو لے کر آؤ۔ سب لوگ لائے گئے فرمایا، درویش تمھارے درمیان پڑا ہوا تھا تم نے اُس کا اسباب کیوں برباد کیا۔ جماعت نے قسمیں کھایئں اور عاجزی کی کہ اس طرح کا کام ہم نے نہیں کیا ہے اور نہ اب کبھی کریں گے۔ آپ نے اہلِ دربار کی جانب دیکھا (اور فرمایا) کہ شرع کے مطابق ان پر قسم لینے کے سوا کچھ لازم نہیں آتا، لیکن ایک معقول تدبیر میرے خیال میں آئی ہے، شاید درویش کا مقصد حاصل ہو جائے۔ حکم ہوا کہ اس جماعت کے تمام آدمیوں کو خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے حاضر کریں۔ سب حاضر کئے گئے آپ نے جماعت کے ایک ایک فرد کو اپنے پاس بلایا اور اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھا، اس طرح دس افراد کو ملاحظہ فرمایا۔ آخر میں ایک شخص کو بلایا، اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو سوچ میں پڑ گئے دوبارہ اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھا، تھوڑی دیر کے
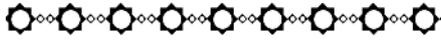
بعد حکم دیا کہ اُس درویش کا مال اِس شخص سے لے کر درویش کو دے دیں ۔تھوڑی سی پٹائی کے بعد اُس نے قبول کر لیا ، اُسی وقت نقدی کی تھیلی لائی گئی ۔ سکّے گنے گئے سونے کا ایک سکّہ کم تھا۔مختصر یہ کہ حضرتؒ نے اس قسم کا بہت عدل وانصاف کیا ہے، اس مجموعے میں اس سے زیادہ کی گنجایش نہیں ہے ۔

عبادت اور حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم حاصل کرنا :

حضرت شیخ علاؤالدولہؒ فرماتے تھے کہ بادشاہت اور فرماں روائی کے زمانے میں اگر چہ آپ ملکی امور طے کرنے میں مشغول رہتے تھے لیکن فرائض، سنن ، واجبات اور نوافل کی ادائیگی میں کوئی امر یہاں تک کہ آداب میں سے ایک ادب بھی آپ سے ترک نہ ہوا ۔ آپ کی درگاہ عالم پناہ سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہ گیا۔ بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کی راہ اور لا متناہی راستے کی سیر کا شوق آپ کے دل میں تھا اہل اللہ کے گروہ میں سے جس کسی سے آپ کی ملاقات ہوتی اس سے سلوک کے متعلق دریافت فرماتے لیکن مشائخ یا تو شرائط کی کمی وجہ سے جواب نہ دیتے یا اس باعث کہ آپ کا حصہ دوسری جگہ سے مقرّر ہو چکا تھا بہرصورت آپ کو جواب نہ ملتا ۔ آپ ہمیشہ اس سعادت کے متلاشی اور اس فائدے کے خواہش مند رہتے تھے کہ ایک رات ولایت کی دنیا آراستہ کرنے والے اور ہدایت کے جہان کے بادشاہ حضرت خضر علیہ السلام کا جمال اور صورت نظر آئی ۔فرمایا ، ابھی آپ کا کام باقی ہے لیکن (فی الحال) زبان کے واسطے کے بغیر ،اسم مبارک "اللہ" کے اجمالی معنی قلب پر دیکھتے رہیں اور انفاس سے بھی واقف ہونا چاہئے ان مشاغل کو ہرگز ترک نہ کریں ، اس وقت سے آپ اِن مشاغل پر کاربند رہے ، روز بروز اِن مشاغل کا نتیجہ ظاہر ہوتا رہا ۔ آپ نے دو سال تک یہ مشاغل استقامت کے ساتھ جاری رکھے ، یہاں تک کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روحانیت ظاہر ہوئی اور آپ کو اپنے سلسلے کے اذکار سے مشرف فرمایا۔آپ تین سال تک اِن اذکار و افکار میں مشغول رہے ۔

حضرت قدوۃالکبراؒ اگر چہ اس طرح کے اشغال میں مشغول رہتے تھے لیکن ایک ایسے مرشد کے متلاشی تھے جو عالمِ ادراک سے ہو۔ نظم :

(۱) اگرچہ در ہمہ اوقاتِ انفاس
زروئے تربیت می دادہ اند پاس

(۲) و لیکن از ہمہ جویانِ ارشاد
بجان و دل ہمیں بودند دریاد

(۳) کہ تا حاصل نہ گردد پیرِ ظاہر
نیا بد کام جا ں از لطف ِ قادر
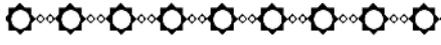
ترجمہ: ۱۔اگرچہ (کارکنانِ تقدیر) سانسوں کے تمام لمحوں میں، پرورش کی راہ سے حفاظت کرتے ہیں۔
۲۔لیکن ارشاد و ہدایت کے تمام ڈھونڈنے والے جان و دل سے اسی یاد میں تھے۔
۳۔کہ جب تک ظاہری مرشد نہیں مل جاتا اس وقت تک لطفِ قادر (کے باوجود) کام نہیں بنتا۔

ترکِ سلطنت اور بشارتِ حضرت خضر علیہ السلام:

جب آپ کو حکومت کرتے ہوئے بیس سال گزر گئے آپ ظاہری ومعنوی اعتبار سے (رعایا کی) حفاظت کرتے رہے اور ظاہری طور پر ملکی امور بھی انجام دیتے رہے، اتفاق سے ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اُن متبرک راتوں کو جو شبِ قدر سے منسوب ہیں آپ زندہ رکھتے تھے، ماہِ مذکور کی ستائیسویں شب میں ولایت پناہ اور ہدایتِ دستگاہ حضرت خضر علیہ السلام کا جمال اور صورت ظاہر ہوئی اور فصیح زبان میں حضرت قدوۃ الکبراؒ کی نسبت فرمایا۔ شعر:

کارت بہ نظام آمدہ معشوقہ بکام
بر خیز کہ کارِ تو شد امروز تمام

ترجمہ: تیرا کام نظم میں آ گیا، مطلوب حاصل ہوگیا، اٹھ آج تیرا مقصد پورا ہوگیا۔

اے حضرت اشرفؒ اگرآپ اللہ تعالیٰ کے وصال[۱] کے تخت پر بیٹھنا اور لا متناہی حال[۲] کے ملک کی سیر کرنا چاہتے ہیں اور گلزارِ شہود[۳] سے گُلِ مقصود اور حق تعالیٰ کے بوستاں سے لالہء وجود[۴] چننے کے خواہش مند ہیں تو اٹھیئے اور بلا تاخیر ملکِ ہندوستان کی جانب رُخ کیجئے اور مضبوط ارادے کے ساتھ سفر پر روانہ ہو جائیے۔نظم:

اگر خواہی وصالِ یارِ دلدار
حضورے لذّتے دیدارِ رخسار
بیا برخیز سر در راہ آور
کہ دولت یا رشد اقبال یاور

ترجمہ: اگر تو دوست کے وصال کا آرزو مند ہے اور ہمیشہ اس کے رخسار کی دید کی لذّت سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔تو اٹھ جا اور راستے پر چل کھڑا ہو کیوں کہ (اس وقت) قسمت تیری رفیق اور اقبال مددگار ہے۔

ے یہ عبارت تصوف کی اصلاحات کی وجہ سے مشکل ہوگئی ہے احقر مترجم نے اپنے گمان کے مطابق تفہیم کی کوشش ہے:
[۱] وصال: مجازی ہستی سے جدا ہونا اور اپنی خودی کے وہم سے بیگانہ ہو جانا وصالِ حق ہے، سّرِ دلبراں ص ۳۳۴
[۲] حال: حق تعالیٰ جب بندے پر تجلّی ڈالتا ہے تو اس تجلی کو حال کہتے ہیں، وہ ہر آن ایک نئ تجلی میں ہوتا ہے۔سّرِ دلبراں ص ۸۱
[۳] شہود: حق تعالیٰ کا اس طور پر مشاہدہ کہ غیریت ختم ہو جائے جس چیز پر نظر ڈالے حق ہی کو دیکھے اور غیر کو نہ دیکھے۔سّرِ دلبراں ص ۲۳۸۔۲۳۹
[۴] وجود: وجود سے مُراد ہے کہ ظہورِ حقیقت میں بندہ بالکل فنا ہو جائے۔سّرِ دلبراں ص ۲۲۳
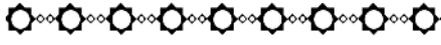
وہاں آپ ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست سے ملو گے اور ان کی محبت کے چمن سے دلی مراد کے پھول چنو گے ان کی بے انتہا ولایت سے دنیا معمور ہے اور ان کی لامحدود عنایت کی قینچی سے انسان اور عالم کی گمراہی قطع ہو چکی ہے۔

ابیات:

کہ انجا کاملے از کاملان ست
کسے کو را بہ بیند کامل آن ست

ترجمہ: وہاں کاملوں میں سے ایک کامل بزرگ ہیں وہ جس کسی پر نظر ڈالتے ہیں اسے کامل بنا دیتے ہیں۔

جہاں از نورِ خورشیدِ ولایت
منور کردہ از روئے عنایت

ترجمہ: انہوں نے اپنے آفتابِ ولایت کے نور سے ازراہِ عنایت دنیا کو روشن کر دیا ہے۔

بہ ہندآں قبلہء حاجات باشد
کہ آب خضر در ظلمات باشد

ترجمہ: وہ حاجت مندوں کے قبلہ ہندوستان میں ہیں بالکل اسی طرح جس طرح آبِ حیات تاریکیوں میں ہے۔

جہاں را کعبہء مقصود گویند[1]
زماں راقبلہء معبود جویند

ترجمہ: جہان کو مقصود کا کعبہ کہتے ہیں زمانے کو قبلہءمعبود (کے نام سے) ڈھونڈتے ہیں۔

جہاں تاب است خورشیدِ ولایت
ضلالت بردہ از نورِ ہدایت

ترجمہ: ان کی ولایت کا آفتاب دنیا کو روشن کرنے والا ہے، ان کے نورِ ہدایت سے گمراہی معدوم ہو گئی۔

درش چوں نقطہ وایں چرخ دوّار
بدورِ او بگردد ہمچو پرکار

ترجمہ: ان کا دروازہ نقطہ ہے اور یہ گردش کرنے والا آسمان اس کے چاروں طرف پرکار کی طرح چکّر لگا رہا ہے۔

اگر تابداز ویک درّہ نور
چومہ خورشید گردد ذرّہ مستور

---

[1] یہ شعر احقر مترجم کی سمجھ میں نہیں آیا، شاید دونوں مصرعوں میں سہو کتابت ہے شعر کا ماخذ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہاں تلاش کر کے تصحیح کی جاتی بہر حال مناسب ترجمانی کر دی گئی ہے۔
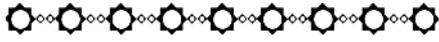
ترجمہ: اگر اس دروازے سے نور کا ایک ذرّہ روشن ہو جائے تو چاند کی طرح آفتاب ایک دم چھپ جائے۔

عنایت نامہ ء آں شاہ دیں دار
رہا ند از قیودِ نفس امّار

ترجمہ: اُس دیں دار بادشاہ کا عنایت نامہ نفسِ امّارہ کی قید سے رہائی دلاتا ہے۔

زہے عالی نظر کز التفاتش
ولایت بردہد عالی صفاتش

ترجمہ: وہ عالی صفت اور عالی نظر کیا خوب ہے کہ اس کی توجہ سے ولایت حاصل ہو جاتی ہے۔

نظر گر از رہِ تاثیر بکند
مسِ اجسام را اکسیر بکند

ترجمہ: اگر وہ تاثیر کے خیال سے نگاہ ڈالے تو جسموں کے تانبے کو سونا بنا دے۔

اخیار (نیک لوگ) انھیں صاحب قدم[1] اور ابرار (سچّے لوگ) واجب قدم[2] کہتے ہیں، اوتاد[3] یحییٰ صادق اور ابدال[4] عیسیٰ نفس کہتے ہیں۔ اصحابِ وجدان اور اربابِ عرفان انھیں شیخ علاؤالدین گنج نبات اور بعضے لوگ شیخ علاؤالدین تَل کہتے ہیں، ملکوت والے موسیٰ آثار اور جبروت والے خلیل انوار کہتے ہیں، اہلِ عشق انھیں یوسف رُو دیکھتے ہیں اور میں جو خضر ہوں انھیں محمدّ خُلق کہتا ہوں۔ ابیات:

---

[1] اور [2] کتبِ اصطلاحات میں ''صاحب قدم'' اور ''واجبِ قدم'' کی اصطلاحیں نہیں مل سکیں کہ ان کی تشریح کی جاتی، ناچار ترجمے میں ان اصطلاحات کو بجنسہ نقل کر دیا گیا ہے۔

[3] شیخ محمد بلاق دہلویؒ نے اپنی تصنیف ''مطلوب الطالبین'' فارسی میں تحریر کیا ہے کہ چار اوتاد ہیں جو دنیا کے چار اطراف میں مقیم ہیں، دنیا کا قیام ان اوتاد کے وجودِ مبارک پر منحصر ہے، جب ان چاروں میں کوئی اس دنیا سے رحلت کرتا ہے تو کسی صوفی کو لے جاتے ہیں اور اس کا قائم مقام بنا دیتے ہیں۔ خطی نسخہ محفوظ نیشنل میوزیم کراچی صص ۱۱۹ - ۱۲۰ - ترجمہ احقر مترجم

[4] ابدال: حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ (م۴۶۵ یا ۴۶۶ھ) نے فرمایا ہے کہ چار ہزار اولیاء الٰہی ہیں جو عام لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ رہتے ہیں، اُن کی اپنی حالت تمام لوگوں سے اور خود اپنے آپ سے چھپی رہتی ہے ان چار ہزار میں جنھیں سر ہنگانِ بارگاہِ حق تعالیٰ کہا جاتا ہے تین سو وہ نفوس ہیں جنہیں ''اخیار'' کہا جاتا ہے۔ چالیس وہ ہیں جنھیں ابدال کہتے ہیں سات وہ ہیں جنھیں "ابرار" کہتے ہیں تین وہ ہیں جنھیں ''نقیب'' کہتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو قطب کہلاتا ہے اسے غوث بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور نظامِ معاملات و تصرّف میں ایک دوسرے سے اذن و اجازت حاصل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کشف المحجوب (فارسی) مرتّبہ احمد ربّانی لاہور ۱۹۶۸ء ص ۲۲۹ نیز رسالہء ابدالیہ مصنفہ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ (م-۸۵۱ھ) مرتّبہ ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا، اسلام آباد ۱۹۷۸ء صص ۱۲ - ۱۳ اور سِرّ دلبراں صص ۱۷۳ تا ۱۷۶
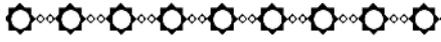
یکے از قدوۂ ابرار گوید
دگر از عمدۂ اخیار گوید

ترجمہ: ایک انھیں سچّے لوگوں کا پیشوا کہتا ہے، دوسرا نیک لوگوں کا پیشوا کہتا ہے۔

یکے از صاحب ِ اسرار خواند
دگر از واہبِ انوار داند

ترجمہ: کوئی انھیں حقیقت کے رازوں کا جاننے والا کہتا ہے کوئی انوار بخشنے والا جانتا ہے۔

یکے از ہادی و مہدیش گفتہ
دگر از لو لو ے ارشاد سُفتہ

ترجمہ: کسی نے انھیں ہدایت کرنے والا اور ہدایت کیا ہوا کہا دوسرے نے ارشاد کا پرویا ہوا موتی کہا۔

یکے از واصلان ِ راہِ خواندش
دگر از کاملانِ شاہ خواندش

ترجمہ: ایک نے انھیں (سلوک کی) راہ کے واصلوں میں شامل کیا دوسرے نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کے کامل بندوں میں سے ہیں۔

منم کز جا ں رہِ ایثار پویم
دمے احمد محمد خلق گویم

ترجمہ: میں جو جان سے ایثار کی راہ طے کرتا ہوں انھیں احمد نفس اور محمد ﷺ کے اخلاق کا نمونہ کہتا ہوں۔

حضرت خضر علیہ السلام یہ خوشخبری سنا کر اور مسّرت انگیز باتیں کہہ کر نظر سے غائب ہو گئے چنانچہ جب سرفرازی کے مشرق سے نیک بخت کی صبح طلوع ہوئی اور افق کے لشکر نے کرنوں کی تلواریں کھینچیں آپ نے (قدوۃ الکبراؒ نے) کمر ہمت جان پر باندھی اور پکے ارادے کے مرکب پر سوار ہوئے، تختِ سلطنت برادرِعزیز ارشد سلطان محمد کے سپرد فرمایا۔ (بعد ازاں) اپنی پاکیزہ والدہ کی خدمت میں جو رابعہ ءعصر تھیں حاضر ہوئے، اور (والدہ نے آپ کے لئے) دُعا کی اور فرمایا، اے بیٹے! تیری ولادت سے قبل حضرت خواجہ احمد یسویؒ کی روحانیتِ پاک نے مجھے بشارت دی تھی کہ تجھے ایسا فرزند نصیب ہوگا کہ دنیا اس کے آفتابِ ولایت سے منور ہو جائے گی اور گمراہی کا عالم اس کے نورِ ہدایت سے پاک وصاف ہو جائے گا۔

قطعہ:

ترا پورے پدید آید چو خورشید
کہ از نورش بود آفاق روشن
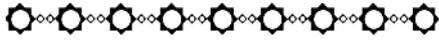
گلے از بوستانِ تو شگو فہ
کہ از بویش بو در اطراف گلشن

ترجمہ: تیرا ایک بیٹا آفتاب کے مانند نمایاں ہوگا کہ اس کے نور سے دنیا روشن ہو جائے گی، تیرے باغ سے ایسا پھول کھلنے والا ہے جس کی خوشبو سے اطراف گلشن ہو جائیں گے۔

اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ ہوا اپنے مخرج کی مدد سے چلنے لگی اور عہد و پیمان کا پودا وفا کی زمین سے ابھرا تمھیں مبارک ہو، ہم نے تم کو خدا کے سپرد کیا اور اپنے حقوق سے دست بردار ہوئے لیکن میری ایک وصیت ہے، جس پر تمھیں عمل کرنا ہوگا کہ جب تم دارالسلطنت سمنان سے نکلو تو سلطنت کے طور طریقوں اور حکومت کی شان اور دبدبے کے ساتھ نکلو تا کہ میں اس خیال میں رہوں کہ تم ملکوں کو فتح کرنے گئے ہو۔ چنانچہ والدہ مشفقہ کی نصیحت کے مطابق بارہ ہزار منتخب فوجیوں کے ساتھ جن میں دو ہزار ہتھیار بند سپاہی بھی شامل تھے جو جنگ، چوگان اور سیر وشکار میں شریک رہتے تھے، سب کو لے کر شہر سے نکلے۔ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ چند منزل آپ کے ساتھ رہے، چند نصیحتیں جو مناسب حال تھیں آپ کو کیں اور رخصت کیا۔ یہ چند اشعار اس وقت جب آپ اپنے راستے پر گامزن تھے، وجد و ذوق کے عالم میں پڑھے۔ غزل:

ترکِ دنیا گیر تا سلطاں شوی
محرمِ اسرار با جاناں شوی

ترجمہ: دنیا کو ترک کردے تو سلطان ہو جائے، محبوب کے ساتھ رازوں سے واقف ہو جائے۔

پابہ تخت و تاج و سردر راہِ نہ
تا سزائے مملکت یزدا ں شوی

ترجمہ: تاج وتخت پر لات مار اور راستے پر چل کھڑا ہو تا کہ تو حق تعالیٰ کی مملکت میں رہنے کے لائق ہو جائے۔

چیست دنیا کہنۂ ویرانۂ
در رہِ آباد ایں ویراں شوی

ترجمہ: دنیا کیا ہے قدیم ویرانہ ہے کیا تو اس ویرانے میں آباد ہو جائے گا؟

تا بکے در دام دنیا ہائے بند
در ہوائے دانۂ پرا ں شوی

ترجمہ: کب تک دنیا کے جال میں گرفتار رہے گا اور دانے کی ہوس میں اڑتا رہے گا۔

دامِ فانی برگسل از پائے جاں
تاتو واصل باقی از سبحا ں شوی
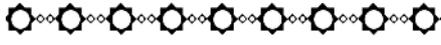
ترجمہ: اپنی روح کی قوت سے اس فانی جال کو توڑ دے تا کہ تو سبحانِ باقی سے واصل ہو جائے۔

برگز ر از خواب و خور مردانہ وار
تا براہِ عشق چوں مردا ں شوی

ترجمہ: نیند اور بھوک کے جھمیلے سے مردانہ وار گزر جا تا کہ عشق کی راہ میں اہلِ ہمت کے مانند ہو جائے۔

گر نہی پا برسرِ اور نگ و جاہ
تار کے چوں اشرف ِ سمناں شوی

ترجمہ: اگر تو تخت اور شان و شوکت کو لات مار دے تو یقیناً اشرف سمنانی کی طرح تارکِ دنیا ہو جائے گا۔

بارہ ہزار سپاہی اور ہتھیار بند نوجوان جو آپ کے ہمراہ تھے، تین منزل ساتھ رہے، بعد ازاں ہر ایک کو ہر منزل سے رخصت کیا۔ عبید نام کا ایک مصاحب تھا جو ہمیشہ خدمت میں رہتا تھا ہر چند آپ نے اسے رخصت کیا لیکن وہ آپ سے جدا نہ ہوتا تھا۔ بہت کوشش کر کے اسے رخصت دی، جس وقت اسے وداع کیا تو دونوں (جدائی کے غم سے) آہ و نالہ کرنے لگے۔

چو از ہم شد جدا دلدار جانی
روا ں از تن برآمد زندگانی
کنوں باید بہم خوشنود کردن
ہوا ے خویشتن پد رود کردن

ترجمہ: جب وہ دلدار جانی بھی جدا ہو گیا تو گویا جسم سے روح نکل گئی۔ اب ایک دوسرے کو خوش کرنا چاہئے (اس کی صورت یہ ہے) کہ اپنی خواہش کو ہی رخصت کر دیا جائے۔

شہرِ بخارا میں آمد:

بعض مخلص ساتھی ماورالنہر تک ہمراہ رہے آپ نے سب کو رخصت کیا جب بخارا پہنچے تو وہاں کے دیوانے عقلمندوں (مجذوبوں) میں سے ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے قدوۃ الکبراؒ کے سرِ مبارک کو پکڑا اور اپنے سر سے اس قدر رگڑا کہ آپ کو کسی قدر بے ہوشی محسوس ہونے لگی جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو اس نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا وہاں جلدی سے جا جب سمرقند پہنچے تو (اس وقت کے) شیخ الاسلام سے ملاقات کی۔ شیخ الاسلام نے جہانداری کے نور سے پہچان لیا اور خاطر تواضع کے آداب جیسے کہ ہونے چاہئیں بجا لائے، اس قیام سے آپ کی طبیعت مکدّر ہوئی کہ درویشوں کو ایسی ضیافتوں سے کیا لینا ہے۔
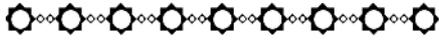
اوچہ شریف میں حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے ملاقات :

جب آپ سمرقند سے نکلے تو اس وقت دو خادم آپ کے ہمراہ تھے آپ نے فرمایا کہ سواری کے گھوڑوں سے بدنامی ہوگی دونوں خادموں کے گھوڑے ایک نادار کو دیدیے اور اپنا گھوڑا بھی ایک فقیر کو ایثار کر دیا۔ قطعہ:

مجرّد رَوے را بجاے رساند
کہ از بودِ او ہیچ باوے نماند
کسے کو ہوا ئے رخِ یار کرد
ہمہ در سرِ راہ ایثار کرد

ترجمہ: وہ اکیلا جانے والا (سالک) مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے ساز و سامان میں سے کوئی چیز اس کے پاس نہ ہو۔ جس شخص نے منزلِ دوست کی آرزو کی اس نے سب کچھ راستے میں لٹا دیا۔

رات ایک گاؤں میں قیام کیا چونکہ پیدل سفر کیا تھا (تھک چکے تھے) نیند آ گئی۔ آدھی رات گزری تھی کہ آپ بیدار ہوئے اور خادم سوتے رہے، آپ کے دل میں خیال آیا کہ ان خادموں سے بھی جدا ہونا چاہیئے۔ تا کہ مکمل تجرید[1] حاصل ہو۔ قطعہ:

کسے کو صحبتِ دلدار خواہد
ز صحبت خویش ہم دل تنگ آید
گریز از صحبتِ خویش اندریں راہ
کہ پا از ہمر ہت برسنگ آید

ترجمہ: جو شخص محبوب کی صحبت کا طلب گار ہے وہ اپنی صحبت سے بھی تنگ آ جاتا ہے۔
اس راہ میں اپنی صحبت سے بھی گریز کر (اور اتنا بھاگ) کہ تیری رفاقت سے پیر (بھاگنے سے) معذور ہو جائیں۔

اس کے بعد آپ نے جذبہ عشق سے راستہ طے کیا اور اس شان سے مردانہ وار سفر کرتے تھے کہ راستے میں خار وخس گلاب اور سوسن دکھائی دیتے تھے۔ قطعہ:

براہِ عشق اگر در پا خلد خار
نباید از رہش پرہیز کردن

---

[1] تجرید اور تفرید تصوف کی دو اصطلاحیں ہیں، تجرید یہ ہے کہ مخلوق اور دنیاوی تعلقات سے بے تعلق ہو جائے اور تفرید یہ ہے کہ اپنے آپ سے بے تعلق ہو جائے اور خودی کو مٹا دے۔ ملاحظہ فرمائیں "سرِ دلبراں" ص ۱۱۲
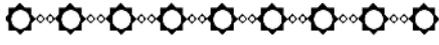
کہ از خارش بسے گل ہا شگوفد
قدم بر خار باید تیز کردن

ترجمہ: عشق کی راہ میں اگر پیر میں کانٹے چبھیں تو اس کی راہ میں چلنے سے رکنا نہیں چاہئے کیوں کہ اس راستے کے کانٹے سے بے اندازہ پھول کھلتے ہیں اس لئے کانٹوں پر تیز تیز چلنا چاہئے۔

(بہرحال سفر کرتے کرتے) آپ اوچہ شریف کے علاقے میں پہنچے (یہاں) حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرّہ سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ مخدوم صاحب نے فرمایا، بہت مدّت کے بعد ایک سچّے طالب کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا، اور بہت عرصے بعد سیادت کے گلزار کی نسیم چلی، اے فرزند! آپ نے مردانہ وار سفر کیا ہے مبارک ہو آگے بڑھو اور اس راہ میں قدم رکھو کہ بھائی علاؤالدین آپ کی آمد کے منتظر ہیں۔ خبردار! راستے میں کہیں رکنا نہیں۔ قطعہ:

قدم در راہ نہ زنہار زنہار
کہ یاراں رابود دو دیدہ بر راہ
اقامت در رہِ مقصود ہرگز
نباید کرد تا برسی بدرگاہ

ترجمہ: راستے میں قدم رکھ دے ہرگز ہرگز (تساہل نہ کر) کہ دوستوں کی آنکھیں راستے پر لگی ہوئی ہیں۔ مقصود کے راستے میں ہرگز (کسی جگہ) ٹھہرنا نہیں چاہئے تاکہ جلد (مقصود کی) بارگاہ میں پہنچ جائے۔

آپ کا دہلی اور بہار پہنچنا اور شرف الدین منیری کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا

جب (حضرت مخدوم جہانیاںؒ) سے رخصت ہوئے تو حضرت نے اپنے بعض مقامات آپ کو عطا فرمائے جیسا کہ شرح سلسلہ کے باب (لطیفے) میں بیان کیا گیا ہے، یہاں سے منزلیں اور مرحلے طے کرتے ہوئے دہلی پہنچے۔ وہاں ایک جوان[۱] یوسف صورت اور صدیق سیرت تھے کہ ولایت اُن کے تابع تھی (ان سے ملاقات ہوئی) انہوں نے کہا، اے اشرف خوش آمدید! آپ راستے میں (کہیں) نہ ٹھہرنا کہ میرے بھائی علاؤالدین آپ کے انتظار میں ہیں۔ چنانچہ آپ دارالملک دہلی سے روانہ ہوئے اور بہار کے علاقے میں وارد ہوئے، یہاں حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ قریب المرگ تھے۔ انہوں نے اپنے مریدوں کو وصیت کی تھی کہ کوئی شخص میری نمازِ جنازہ نہ پڑھے کہ ایک صحیح النسب سیّد، تارکِ

---

[۱] آپ غالباً سید یوسف ابن سید جمال الحسینی ہوں گے ایک فوجی کی حیثیت سے آپ ملتان سے دہلی آئے سلطان نے آپ کی بزرگی اور علمی کارناموں کے پیشِ نظر اپنے تعمیر کردہ مدرسے میں مدرس مقرر کردیا۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں ۷۹۰ھ میں وفات ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں، اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) صص ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ قیاس ہے کہ قدوۃ الکبراؒ ۷۳۴ھ یا ۷۳۵ھ میں دہلی تشریف لائے جب آپ کی عمر شریف ۲۷ یا ۲۸ سال ہوگی۔ ۲۵ سال کی عمر میں تختِ سلطنت چھوڑ کر ہندوستان روانہ ہوئے۔ ملاحظہ فرمائیں، تصوف، حصہ اوّل، ص ۱۳۵
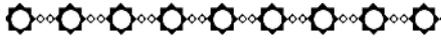
سلطنت (بادشاہ) اور سات قراتوں کا حافظ راستے میں ہے وہ نماز پڑھائے گا۔ چنانچہ وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین کر کے انتظار کر رہے تھے جب ذرا سی دیر ظاہر ہوئی تو[1] شیخ جُلاّئی شہر سے باہر آئے، اسی فکر میں تھے کہ حضرت قدوۃ الکبراؒ حیران و پریشان شہر میں داخل ہوئے، شیخ جلاّئی نے نورِ عقل سے پہچان لیا اور دریافت کیا کہ آپ سیّد ہیں آپ نے انکساری سے کہا جی ہاں پھر اسی طرح کی دوسری نشانیوں کے بارے میں بھی دریافت کیا (جو حضرت شرف الدین یحیٰ منیریؒ نے وصیت میں بیان کی تھیں) سب درست نکلیں۔ آپ تشریف لائے اور شیخ شرف الدینؒ کے اصحاب سے ملاقات کی، سب نے اتفاق کر کے میت کی وصیت کے بموجب آپ سے نمازِ جنازہ کی امامت کے لئے کہا پہلے آپ نے انکسار سے کام لیا آخر آپ کو امام کی جگہ لے گئے۔

چو پیشے دانشتند از لطف پیشیں
ز یارا نِ دگر ہم پیش بردند

ترجمہ: چونکہ انہوں نے پہلے ہی لطف سے آگے رکھا تھا (اس لئے) دوسرے یاروں سے بھی آگے لے گئے۔

جب نمازِ جنازہ ادا کر چکے اور میّت کو قبر میں رکھا، حضرت قدوۃ الکبراؒ کے دل میں اس وہم کے ساتھ یہ خیال گزرا کہ میرے مخدوم حضرت کو سفرِ آخرت پیش آ گیا ہے کیوں کہ آپ نے اس ولایت کو ولایتِ بنگال کا حصہ خیال فرمایا۔ اسی حالتِ وہم میں شیخ شرف الدینؒ کی روحانیت پاک نمودار ہوئی اور فرمایا، بیٹے اشرف آپ خاطر جمع رکھیں کہ آپ کے شیخ اقبال وسعادت کے ساتھ اب بھی مسندِ ارشاد و ہدایت پر تشریف فرما ہیں۔ ابیات:

(۱) نشستہ بر سرِ او رنگِ اقبال
جہا ں گیر د بہ تیغِ وجد و احوال

(۲) ز روئے تربیت آں ضیغمِ غاب
گرفتہ سر بسر اقلیمِ اصحاب

(۳) بہ ہمت پائے سر در راہ آور
کہ دارد بہرِ تو صد چشم بر در

ترجمہ: (۱) وہ کامرانی کے تخت پر بیٹھے ہوئے دنیا کو وجد و احوال کی تلوار سے فتح کرتے ہیں۔

(۲) اس کچھار کے شیر نے تربیت کے پیشِ نظر اصحاب کا ملک اپنے تصرف میں لیا ہے۔

---

[1] شیخ جُلاّئی: مطبوعہ نسخے میں آپ کے نام کا تلفظ اور املا ''شیخ جُلاّئی'' دیا گیا ہے لیکن حضرت شیخ ہاشم رضا مدظلہ کے مملوکہ خطی نسخے میں اس کا املا ''شیخ جاہائی'' ہے۔ احقر مترجم نے چونکہ مطبوعہ نسخے کو ترجمے کی بنیاد بنایا ہے یہاں بھی تلفظ اور املا میں اسی کی پیروی کی ہے، شیخ جُلاّئی کے مزید حالات کسی ماخذ سے معلوم نہ ہو سکے۔ مترجم معذرت خواہ ہے۔

(۳) تو بھی ہمت کا پاؤں (اس کے) راستے میں ڈال دے کہ وہ بہت ہی شدت سے تیرے انتظار میں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ کو (اس انکشاف سے) تسلّی ہو گئی کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ شرف الدینؒ کا دستِ مبارک قبر سے نکلا مریدین کو بڑی حیرت ہوئی انھیں (اس عجیب واقعہ کا) سبب قطعی طور پر معلوم نہ ہو سکا۔ مریدوں نے ایک دوسرے سے دریافت کیا لیکن ایک شخص بھی (ہاتھ باہر آنے کا) سبب نہ بتا سکا جب حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ کی باری آئی تو (شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے) اصحاب نے عرض کیا کہ ہم مریدوں میں سے کوئی بھی اس راز کو نہ جان سکا شاید آپ کو اس کا صحیح علم ہو۔ آپ نے فرمایا، آپ کے حضرت شیخ کو جو ٹوپی مردانِ غیب سے ملی تھی اس کے بارے میں انہوں نے وصیت کی تھی کہ اسے میرے ساتھ ہی قبر میں دفنا دیا جائے غالباً آپ حضرات اس وصیت پر عمل کرنا بھول گئے۔ اب شیخؒ وہ کلاہ طلب کر رہے ہیں تمام اصحاب نے کہا کہ آپ درست فرماتے ہیں اسی وقت جا کر ٹوپی لائے اور شیخؒ کے دستِ مبارک میں دے دی جونہی ٹوپی ملی شیخؒ نے اپنا ہاتھ قبر میں کھینچ لیا۔ بیت:

چو تاجِ سلطنت بر سر کشیدہ
بترکِ خویش دست از خوا ں کشیدہ

ترجمہ: جب سلطنت کا تاج سر پر رکھا، خود کو ترک کیا (اور) دسترخوان سے ہاتھ کھینچ لیا۔

رات ہوئی تو آپ نے مقبرے ہی میں رات بسر کی شیخؒ کی روحانیت ظاہر ہوئی اپنے مکتوبات پڑھنے کا حکم دیا اور عنایت فرماتے ہوئے اپنی گدڑی آپ کے سپرد فرمائی جب صبح سعادت نمودار ہوئی اور آسمان نے رات کی نیلی گدڑی کو چاک کر دیا تو قدوۃ الکبرٰیؒ نے شیخؒ کی گدڑی طلب کی اصحاب نے گدڑی دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا یہاں حد سے تجاوز کرنا مناسب نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ شیخؒ کی گدڑی کو شیخؒ کی قبر پر رکھ دیں جس کسی کے نصیب میں ہوگی اس کے ہاتھ میں آ جائے گی۔ بیت:

کسے را کو بود آ ں تاج بر سر
نصیبِ او بود ایں خرقہ در بر

ترجمہ: جس کسی کے سر پر وہ تاج ہے یہ گدڑی بھی اسی کے نصیب کی ہے۔

ہر شخص نے اس تجویز پر آفرین کہی اور گدڑی کو قبر پر رکھ دیا تمام نے باری باری اپنا ہاتھ پھیلایا کسی کے ہاتھ میں نہ آئی جب سب نے اپنے ہاتھ کھینچ لئے تو آپ نے ہاتھ پھیلایا۔ بیت:

کسے کش بر سر است از تاجِ اقبال
بقدِّ او برآید خرقۂ حال

ترجمہ: وہ شخص جس کے سر پر کامرانی کا تاج ہے اسی کے قد پر خرقۂ حال راست آتا ہے۔
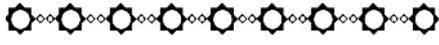
اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور اس گدڑی کو پھول کی مانند اٹھا لیا سر پر رکھا، جب آپ نے خرقہ پہنا تو آپ پر عجیب طرح کا حال طاری ہوا کچھ دیر سر نیچے کئے بیٹھے رہے یہ شعر زبان پر لائے اور وہاں سے روانہ ہوئے۔

مرا برسر چو بود از لطف افسر
برآمد راست مارا خرقہ در بر

ترجمہ: جب ان کی عنایت سے میرے سر پر تاجِ شاہی تھا تو اب یہ خرقہ بھی ہمارے جسم پر راست آئے گا۔

آپ کا حضرت مخدومؒ کی خدمت میں بندور[1] پہنچنا، بیعت کرنا اور جہانگیر کا خطاب پانا:

آپ حضرت مخدومؒ کی خدمت میں نہ ابھی تک حاضر ہوئے تھے نہ قربِ عظیم حاصل ہوا تھا کہ آپ نے اپنی مجلس میں لوگوں کو خوش خبری سنائی کہ ہم نے جس ہستی کے لئے دو سال تک انتظار کیا ہے اور ملاقات کے لئے راہ دیکھتے رہے ہیں (اس کی زیارت) عنقریب حاصل ہوگی:

(۱) بشارت می دہند از عالمِ غیب
مرا ہر دم بگوشِ سر ز الہام
(۲) کہ آں موعود دولت بر درِ تو
رسد امروز فرد اے بہ ہنگام[2]
(۳) امانت می سپارند بر تو زنہار
برآور کامِ او از دل سر انجام

ترجمہ: (۱) میں سر کے کانوں سے سنتا ہوں وہ مجھے ہر دم عالم غیب سے از راہِ الہام خوش خبری دیتے ہیں۔
(۲) کہ وہ دولت جس کا وعدہ کیا گیا ہے آج یا کل اپنے وقت پر تیرے دروازے پر پہنچے گی۔
(۳) تجھے امانت سپرد کرتے تو' تو بھی تہہ دل سے اس کے مقصد کو پورا کر۔

آپ نے اپنے احباب اور اصحاب سے یہ بات مکرر کہی تھی اور حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام نے حضرت مخدومیؒ کو ستّر بار میری حاضری کی بشارت دی تھی، (حضرتؒ کو) حضرت قدوۃ الکبراؒ سے ملاقات کا شوق اس درجے غالب تھا کہ قلم

---

[1] بندور پرانا نام تھا اب اس بندور کو پنڈوہ شریف کہتے ہیں۔
[2] مطبوعہ نسخے میں دوسرے شعر کا دوسرا مصرع اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ "بسر امروز وفردامی بہنگام" ظاہر ہے کہ سہو کتابت کے باعث مصرع بے معنی ہو گیا ہے۔ یہاں ترجمے کے متن میں قیاسی تصحیح کرکے ترجمہ کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم
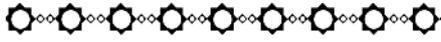
سے اس کی شرح لکھنا ناممکن ہے۔ قطعہ:

کسے کو را بود اقبال یاور
بود معشوق چوں عاشق طلب گار
بلے معشوق تا عاشق نہ باشد
بسر ناید ز عاشق ہیچ درکار

ترجمہ: جس کسی کا اقبال مددگار ہو جاتا ہے تو (اس کا) معشوق طلب گار عاشق کے مانند ہو جاتا ہے۔ بے شک جب تک معشوق (عاشق کا) عاشق نہ ہو جائے، عاشق سے (عاشقی کا) کوئی کام سرانجام نہیں دیتا۔

منقول ہے کہ حضرت مخدومیؒ قیلولے میں تھے کہ یکا یک نیند سے جاگ اٹھے اور اچانک باہر آ گئے کہ دوست کی خوشبو آ رہی ہے شاید آ پہنچا۔ قطعہ:

ز بوئے یار خوش حالم چو یعقوبؑ
مگر آ ں یوسفِ ثانی رسیدہ
بشوقِ دیدنِ آ ں نورِ دیدہ
چو اشک از مردمے بیروں دویدہ

ترجمہ: دوست کی خوشبو سے میں مثلِ یعقوبؑ خوش حال ہوں، شاید وہ یوسفِ ثانی آ ن پہنچا۔ اس نورِ نظر کو دیکھنے کے شوق میں آنکھ سے ڈھلکنے والے آنسو کی مانند باہر دوڑنے لگا۔

اپنی ڈولی اور اس ڈولی کو جو آپ نے (حضرت مخدومیؒ نے) حضرت اخی سراج الدین سے پائی تھی اور جسے بنگالی زبان میں سنگھاسن کہتے ہیں ساتھ لی اور باہر آئے، جیسے ہی آپ باہر آئے آپ کے چھوٹے بڑے اصحاب پیدل اور سوار باہر نکل آئے۔ شہر سے باہر تقریباً ایک کوس چلے سارے شہر میں شور مچ گیا اور پکار ہوئی کہ صاحبِ مقام حضرت کسی عزیز کے استقبال کے لئے جاتے ہیں اس وجہ سے لوگوں کی حیرت انگیز کثرت اور بھیڑ نظر آتی ہے۔ قطعہ:

مگر یوسف رسید از مصرِ سمنان
کہ مرد و زن بہم ا ز ہم برآمد
چرا درہم نہ افتد شور و غوغا
کہ آ ں ا قبالِ غیبی بردرآمد

ترجمہ: شاید سمنان کے مصر سے یوسف آئے ہیں (جن کو دیکھنے کے لئے) مردوں اور عورتوں کا ہجوم نکل کھڑا ہے۔ آخر کس لئے شور و غوغا نہ ہو کہ اقبالِ غیبی (از خود) دروازے پر پہنچ گیا۔
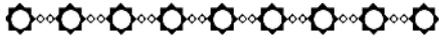
حضرت مخدومیؒ اپنے تمام اصحاب کے ساتھ سینبھل کے درخت کے سایے میں تشریف فرما ہوئے کہ یکا یک مسافروں کا قافلہ نمودار ہوا۔ ایک خادم اُن مسافروں کے پاس بھیجا اور دریافت کیا حضرت مخدومیؒ کو یہ خبر پہنچائی گئی ہے کہ اشرف سمنانی نام (کا مسافر) نورانہ انداز سے آیا ہے۔ یہ کلمات سنتے ہی وہ خوش ہو گئے اور چند قدم آگے چلے، دونوں جانب سے دو دلوں کا انجذاب ہوا حضرت قدوۃ الکبراؒ دوڑ کر آگے بڑھے اور شیخ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ شیخؒ نے آپ کے سر کو پیروں سے نکالا اور بغل گیر ہوئے، کچھ دیر اپنے سینے سے لپٹائے رہے اس کے بعد ترتیب سے حضرت قدوۃ الکبراؒ نے اصحاب کے بارے میں دریافت فرمایا (خیریت معلوم کی) خیریت معلوم کرنے سے فارغ ہوئے تو ادب سے دوزانو تشریف فرما ہوئے۔ یہ بیت ارشاد ہوا۔ بیت:

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے
بہ امیدے رسد امید وارے

ترجمہ: کس قدر خوشی کی بات ہے کہ انتظار کے بعد ایک امیدوار اپنا مقصد حاصل کر لے۔

حضرت مخدومیؒ نے فرمایا۔ فرزند اشرف! کیا اعیانِ ثابتہ کا فراق کافی نہیں تھا جو ظاہری فراق برداشت کیا جاتا۔ حضرت قدوۃ الکبراؒ نے سر جھکا لیا اور عرض کیا۔ قطعہ:

فراق از خویشتن نبود ارادت
چو رفت از دست می باید کشیدن

ترجمہ: دوزانو ادب سے بیٹھنا حضرت قدوۃ الکبر کے لیے ہے۔ اپنے آپ سے جدائی ارادہ نہیں ہوتا، اگر ہاتھ سے نکل جائے تو کھینچنا چاہیے۔

زیارت از سکندر بود مارا
ہوائے آب حیوانی چشیدن

ترجمہ: مجھے تو آب حیات پینے کی آرزو سکندر سے زیادہ تھی۔

چو ذرّہ در ہوا ے روئے خورشید
بسر کردیم از بہرِ رسیدن

ترجمہ: آفتاب کا چہرہ دیکھنے کی آرزو میں ذرّے کی طرح میں نے یہاں حاضری کے لئے مہ وسال گزارے ہیں۔

توانی زندہ کردن مردۂ را
کہ جاں در جسم بے جاں بر دمیدن

ترجمہ: آپ کے لئے مردے کو زندہ کرنا ممکن ہے آپ بے جان جسم میں جان بالیدہ کر سکتے ہیں۔

تن ِ بے جاں بعیسیٰ دم رسیدہ
بعیسیٰ دم بدم تا دم رسیدن

ترجمہ: بے جان جسم عیسیٰ نفس کے پاس پہنچ گیا ہے تا کہ عیسیٰ کے سانس سے اس میں دم بدم سانس آ جائے۔

حضرت مخدومیؒ نے فرمایا کہ اے فرزند! جس روز سے تم منزل سے (سمنان سے) سفر کے لئے نکلے ہو میں منزل بہ منزل تم پر متوجہ رہا ہوں اور ملاقات کی راہ کی جستجو کرتا رہا ہوں۔ الحمدللہ کہ غیب معائنے تک پہنچا اور مجاہدے نے مشاہدے کی صورت اختیار کی۔

مثنوی:

ازاں روزے کہ پا بر رہ نہادند
درے از وصل ِ تو برمن کشادند

ترجمہ: جس روز سے کہ (حق تعالیٰ نے تمھارے) قدم کو اس راستے پر ڈالا تمھارے وصل کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔

بہر منزل کہ کردی سیر چوں ماہ
ز مہرِ تو بمن کردند آگاہ

ترجمہ: تم جس جس منزل کو چاند کی طرح طے کرتے رہے، (حق تعالیٰ نے) تمھارے شوق سے مجھے آگاہ کر دیا۔

کنوں از انجذابِ درمیانم
حجاب ِ بعد را از ہم درانم

ترجمہ: اب جب کہ میں باہمی کشش کے درمیان ہوں، دوری کے پردے چاک کر دیتا ہوں۔

فراقِ ہمہ گرتا رخت بربست
بیزمِ عیش باہم وصل بنشست

ترجمہ: ایک دوسرے کے فراق نے رختِ سفر باندھ لیا (فراق رخصت ہوا) اب محفلِ عیش میں وصل اپنی جگہ آ بیٹھا ہے۔

زفقداں رفتۂ وقت ِ وجود ست
زغیبت رفتہ ہنگامِ شہودست

ترجمہ: تم گم گشتگی (کے دور) سے نکل چکے ہو اب مطلوب پانے کا وقت ہے۔ پہلے تجلیّات پردے میں تھیں، اب ان کے مشاہدے کا وقت ہے۔

(حضرت مخدومیؒ نے) فرمایا، بیٹے اشرف آپ میری ڈولی میں سوار ہوں قدوۃ الکبراؒ نے بہت کچھ انکسار کیا کہ (ایک
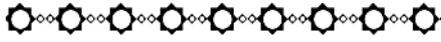
ہی سواری پر) غلام بھی سوار اور آقا بھی سوار (یہ کیسے ہوسکتا ہے)۔ ابیات :

چہ حدِّ بردۂ نو بردہ باشد
کہ با صاحب ،قدم آوردہ باشد

ترجمہ: نوخرید غلام کی یہ مجال کیسے ہوسکتی ہے کہ وہ آقا کے ساتھ ساتھ چلے۔

نہ زیبد بندہ را از راہِ ایثار
کہ گیرد جز رضائے خواجہ درکار

ترجمہ: غلام کو بر بنائے ایثار یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ آقا کی خوشنودی کے سوا کچھ اور کرے۔

نشانِ بندۂ آزاد آنست
کہ سر در زیرِ پائے خواجگا نست

ترجمہ: آزاد بندے کی پہچان یہ ہے کہ اس کا سر آقاؤں کے پیر کے نیچے ہوتا ہے۔

(قدوۃ الکبراؒ نے) بر بنائے ارادت بہت معذرت کی بالآخر (ڈولی میں) سوار ہوگئے اور قدوۃ العارفینؒ کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ روح کو تازہ رکھنے والی راحت پہنچانے والی منزل تک آ پہنچے ۔ جیسے ہی عالم پناہ کی خانقاہ کی بارگاہ پر نظر پڑی بے اختیار ڈولی سے اتر گئے اور ولایت مآب کی بارگاہ پر سر رکھ دیا۔ غزل :

ما بر جناب دولتِ سر بر نہادہ ایم
رختِ وجود بر سرایں در کشادہ ایم

ترجمہ: ہم نے اس بارگاہ پر سر بلندی کی دولت رکھ دی ہے وجود کے سامانِ سفر کو اس آستانے پر کھول دیا ہے (یہیں بسیرا کریں گے)۔

ظلماتِ راہ گر چہ بریدیم عاقبت
تشنہ بر آبِ چشمۂ حیواں فتادہ ایم

ترجمہ: اگر چہ ہم راستے کی ظلمتوں کو قطع کر چکے (لیکن) چشمۂ حیواں کے پانی پر پیاسے پڑے ہوئے ہیں۔

بر شاہراہِ فقر نہادیم رُخ ولے
بر عرصۂ حریم چو فرزیں پیادہ ایم

ترجمہ: ہم نے فقر کی شاہراہ پر رُخ کرلیا ہے لیکن عزت وحرمت کی بساط پر (شطرنج کے مہرے) وزیر کی مانند پیادہ ہیں۔
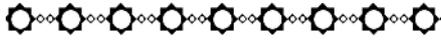
سر بر حریم حضرتِ عالی نہادہ رو
بر روئے تو کشادہ و بر در ستادہ ایم

ترجمہ: ہم نے اپنا سر آپ کی عزت وحرمت والی بلند بارگاہ پر رکھ دیا ہے۔ اپنا چہرہ آپ کے چہرے کی طرف کرلیا ہے اور در پر کھڑے ہیں۔

اے برحریمِ عرش جنابِ تو بارِ سر
ما بر نہادہ ایم چہ سر تر نہادہ ایم

ترجمہ: آپ کی عرش بارگاہ حریم پر ہم نے اپنا بارِ سر رکھ دیا ہے اور کس قدر بلند مقام پر رکھا ہے۔

دارم امیدِ مقصدِ عالی زدرگہت
چوں درد یارِ غربت ازیں ہم زیادہ ایم

ترجمہ: ہم آپ کی درگاہ سے بلند مقصد کے امیدوار ہیں۔ ہم اجنبی ملک میں اس سے بھی زیادہ (عنایت کے لائق) ہیں۔

اشرف مسِ وجودِ خود آورد بہر زر
از دولتِ حکیم بہ اکسیر دادہ ایم

ترجمہ: اشرف اپنے وجود کا تانبا سونا بنانے کے لئے لایا ہے ہم نے حکیم کے اقبال سے خود کو اکسیر کے حوالے کر دیا ہے۔

حضرت (قدوۃ الکبراؒ) نے آستانے پر سر رکھ کر یہ اشعار تخلیق فرمائے اور حضرت مخدومیؒ کی خدمت میں پیش کئے، حضرتؒ نے سننے کی رضامندی کے ساتھ پوری توجہ سے اشعار سنے، دوبارہ بغل گیر ہوئے (اس مرتبہ یہ اثر ہوا کہ) تمام مقاصد، آرزوؤں اور حاجتوں سے الگ کردیا اور اُن کی گود میں مقصد اور مشاہدے کا پانی بکھیر کر ایک ساعت میں بے کنار کردیا۔ شعر:

بہ یک نفس کہ نگارم مرا کنار گرفت
دلم ز ہر دو جہاں رستہ و کنار گرفت

ترجمہ: میرے محبوب نے مجھے ایک لمحہ اپنی بغل میں لیا۔ میرا دل دونوں جہانوں سے آزاد اور الگ ہوگیا۔

ز بادِ ذوق تو خاکِ مرا کہ نار گرفت
ز آبِ وصل نگارم زدو کنار گرفت

ترجمہ: تیرے ذوق کی ہوا سے میری خاک کو آگ نے پکڑ لیا میرے محبوب نے آبِ وصل سے مجھے بچا لیا۔
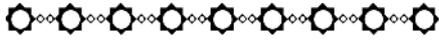
(حضرت مخدومیؒ) جب بغل گیر ہونے سے فارغ ہوئے تو قدوۃ الکبراؒ کو خانقاہ میں لے گئے اور اپنے پہلو میں جگہ عنایت فرمائی۔ عبداللہ خادمِ خاص کو حکم دیا کہ دسترخوان بچھائیں، پانی پلانے والے پانی لے آئے اور حضرت مخدومیؒ کے ہاتھ دھلائے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بیٹھے دونوں جہان کے مقاصد سے ہاتھ دھوئیں تاکہ وصلِ دوست کا دسترخوان حاصل ہو۔ حضرت قدوۃ الکبراؒ نے انکسار کے ساتھ کہا کہ پہلے ہم نے اپنے وجود سے ہاتھ دھولیا ہے تب وصال کے فرش پر بیٹھے ہیں۔ ابیات:

تا نشوید دست کس از روزگار
کے نشیند بر سرِ خوانِ نگار

ترجمہ: جب تک کوئی شخص دنیا سے ہاتھ نہیں دھولیتا وہ محبوب کے خوانِ رزق پر کب بیٹھ سکتا ہے۔

دست خود راشستہ ام از خویشتن
تا شوم بر خوانِ وصل از خویشتن

ترجمہ: میں نے اپنی ہستی سے ہاتھ دھولیا ہے تاکہ خوانِ وصل پر خود موجود ہوسکوں۔

وہ لوگ جنھیں حضرت مخدومیؒ کی مجلس میں حاضری کی اجازت تھی انہوں نے بھی ہاتھ دھوئے اور انواع و اقسام کے کھانے پیش کئے گئے پہلے چار لقمے حضرت قدوۃ الکبراؒ کو اپنے ہاتھ سے کھلائے آپ نے نہایت تعظیم سے کھائے۔ لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی (کہ اس سے قبل) اپنا ہو یا بے گانہ کسی شخص کو اس قدر سرفراز نہیں فرمایا۔

لطفِ جاناں گر بود از حد بروں
در حریمِ وصل خود دارد دروں

ترجمہ: اگر محبوب کا لطف حد سے سوا ہو جائے تو اپنے حریمِ وصل میں (طالب کو) خلوت گاہ میں لاتا ہے۔

حاضرینِ مجلس کھانے میں مشغول تھے اور حضرت قدوۃ الکبراؒ دل آرام کے چہرے کا نظارہ کر رہے تھے۔ رباعی:

تشنہ گر بر چشمۂ حیواں رسد
درکشد در دم نہ دم اندر کشد
تفتۂ دیدار ہر دم تشنہ است
گرچہ آب ہفت دریا بر کشد

ترجمہ: اگر کوئی پیاسا چشمۂ حیواں پر پہنچ جائے (تو حیرت سے) اس کی اوپر کی سانس اوپر نیچے کی سانس نیچے رہ جاتی ہے۔ محبوب کے دیدار کا جلا ہوا ہر دم پیاسا رہتا ہے اگرچہ وہ سات سمندروں کا پانی پی جائے۔

سب نے مل جل کر تھوڑا سا کھانا کھایا آخر میں اچھی طرح پکائے ہوئے چاول جنھیں ٹھنڈے پانی میں رکھ کر ٹھنڈا کیا
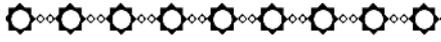
گیا تھا اور جسے وہاں کے لوگوں کی زبان میں ''پن بھتّہ'' کہتے ہیں لایا گیا۔ حضرت قدوۃ الکبرا کے سامنے برتن کھینچا اور فرمایا، بیٹے اس سیراب چاول میں سے کچھ کھاؤ کہ وادیِ طلب اور دشتِ رنج کے پیاسوں کو اس سے سیرابی اور یقین و وجدان کی ٹھنڈک حاصل ہوگی۔ قطعہ:

شربت از دستِ نگارِ سیم بر
تشنگا ں را میدہد بر دالیقیں
تشنۂ آب وصالِ یار را
آب ِ رویت می دہد بر دل یقیں

ترجمہ: سیمیں تن محبوب کے ہاتھ سے شربت پینا پیاسوں کو یقین کی ٹھنڈک عطا کرتا ہے۔
وہ جو دوست کے آبِ وصال کے پیاسے ہیں ان کے دل میں دوست کے چہرے کی آب یقین پیدا کرتی ہے۔

جب کھانے سے فارغ ہوئے تو تمام ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھ گئے پان کے بیڑے لائے گئے ہر ایک صاحب کو عطا کیا اور وہ بیڑ ہ جو حضرت مخدومیؒ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے اسے تمام تر لطف و دلنوازی کے انداز میں حضرت قدوۃ الکبراؒ کو کھلایا حتیٰ کہ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے پان کے چار بیڑے کھلائے جب اس درجے کی عنایت تھی تو کیوں نہ کھاتے۔ قطعہ:

برگِ وصل از دستِ رنگین یا رخورد
جاں سپاری کردہ از دلدار خورد
چوں نہ بیند یار در بر ہمچو گل
ہر کہ در پا خار ہا بسیار خورد

ترجمہ: دوست کے رنگین ہاتھ سے برگِ وصل کھایا دلدار سے جاں سپاری کرتے ہوئے کھایا۔ وہ شخص یار کو بغل میں پھول کی مانند کیوں نہ دیکھے جس کے پیر میں بے شمار کانٹے لگے ہوں۔

جب کھانے اور پان سے فارغ ہوئے تو ارادت (مرید ہونے) کا حکم دیا خدام قدموں کی طرف ہوگئے مرید بنانے کا جو طریقہ رائج تھا اسی طرح مرید بنایا اپنے ہاتھ سے اپنے سر کی ٹوپی آپ کے سر پر رکھی حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا۔ قطعہ:

نہادہ تاجِ دولت بر سرِ من
علاء الحق والدیں گنجِ نابات

ترجمہ: علاء الحق والدین گنج نبات نے میرے سر پر تاجِ دولت رکھا۔
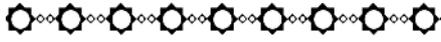
زہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد

بر آور دہ مرا از چاہِ آفات

ترجمہ: خوشا وہ پیر جس نے سلطنت سے رہائی دی اور مجھے مصیبتوں کے کنویں سے باہر نکالا۔

جب ارادت کے تمام احکام بجا لائے لوگوں نے مبارک باد دی مولانا علی نے جو خاص فضلا اور خلفاء میں سے ایک تھے فی البدیہہ یہ شعر پڑھے۔ بیت:

مریدِ عشق را از پیر ا رشاد

جہاں آمد مبارک باد کردہ

در آوردہ بسر قیدِ ارادت

ز بندِ روزگار آزاد کردہ

ترجمہ: مریدِ عشق کو پیر سے ہدایت ملی اہلِ عالم مبارک دینے کے لئے آئے۔شروع ہی سے ارادت کی قید میں لایا گیا اور دنیا کی فکر سے آزاد کر دیا۔

جب ارادت کی شرط پوری ہوگئی حضرت مخدومیؒ قدوۃ الکبرا کو حجرے میں لے گئے دونوں ایک پہر حجرے میں ایک ساتھ رہے رازِ حقیقت اور سنتّ نبوی ﷺ کے موتی سر پر چھڑکے۔ قطعہ:

درونِ خلوتِ اسرار بردہ

کشادہ در بروئے صادقِ خویش

ز اوّل تا بآخر ہر چہ باید

نثارے کردہ اندر واثق خویش

ترجمہ: (پھر) خلوتِ راز میں لے گئے اور اپنے عاشقِ صادق پر (اسرار کا) دروازہ کھول دیا۔ابتدا سے انتہا تک (سارے راز) جو راہِ سلوک میں پیش آتے ہیں اپنے مریدِ راسخ پر نثار کر دیئے۔

حضرت مخدومیؒ حجرے سے نکل آئے اور آپ کو حجرے کے اندر چھوڑ دیا ایک ساعت کے بعد پھر خود حجرے میں تشریف لے گئے وہاں آپ کو عجیب حالت میں پایا۔ قطعہ:

مے از خمِّ وحدت را بیک بار

کشیدہ در زماں از دستِ ساقی

بیار از خود حسابِ خویش برداشت

شدہ واصل نماند ہیچ باقی

ترجمہ: وحدت کے خم کی شراب ساقی سے لے کر ایک ہی سانس میں پی لی ۔دوست سے اپنا معاملہ خود ہی طے کرلیا (حساب) واصل ہوا کچھ باقی نہ رہا۔

حضرت مخدومیؒ قدوۃ الکبراؒ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر لائے چہرہ آفتاب کی طرح درخشاں تھا۔ قطعہ:

درخشاں بر رخش نورِ ولایت
برآمد از دروں چوں آفتابے
بہ رو بر روشنی لمعاتِ اسرار
چو مہرِ نزہت آمد از سحابے

ترجمہ: نورِ ولایت آپ کے چہرے پر درخشاں تھا آپ آفتاب کے مانند حجرے سے برآمد ہوئے ۔اسرار کی شعاعوں کی روشنی سے روئے مبارک کی یہ کیفیت تھی جیسے پاکیزگی کا سورج بدلی سے نکلا ہو۔

حضرت مخدومیؒ نے حضرت قدوۃالکبراؒ کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور خود حرم سرا میں داخل ہوئے جو کچھ مشائخ کے تبرّکات میں سے خرقہ اور برتن وغیرہ تھے، دستِ مبارک میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے اپنے اصحاب کو خواہ خورد تھے یا بزرگ سب کو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا! صاحبو جان لو اور آگاہ ہوجاؤ کہ (ہمارے) مشائخ کی یہ امانت جو ہم سالہا سال سے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے اب ان کا مستحق آ گیا ہے اس کو سپرد کرتے ہیں اصحاب نے عرض کیا کہ اس معاملے کو مخدومیؒ خوب جانتے ہیں۔ قطعہ:

چہ می پُرسی تو زیں اسرار مارا
کہ بتو اند دریں معنی جہیدن
ببازار جہا ں گو ہر شناسی
زسنگ اندازی و گوہر گزیدن

ترجمہ: آپ ہم سے اس بھید سے متعلق کیا دریافت فرماتے ہیں کون ہے جو اس باب میں دانستہ انکار کر سکے۔ دنیا کے بازار میں صرف آپ ہی گوہر شناس ہیں۔آپ (بے قیمت) پتھر پھینک دیتے ہیں اور گوہر قبول کر لیتے ہیں ۔

سلطان المشائخؒ کا وہ خرقہ جو حضرت اخی سراجؒ کو ملا تھا اور اُن سے حضرت مخدومیؒ نے پایا تھا وہ آپ نے قدوۃ الکبراؒ کو عنایت فرمایا، اس کے علاوہ دیگر مشا ئخ تبرکات بھی آپ نے عطا فرمائے جن کو ایک عرصہ بعد آپ نے ایک فقیر پر ایثار کر دیئے، جیسا کہ ذکرِ خرقہ میں بیان ہو چکا ہے اس سلسلے میں بعض حضرات نے گفتگو کی ،حضرت قدوۃ الکبراؒ نے ان کا ٹھیک ٹھیک جواب دیا۔قطعہ:
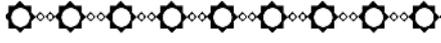
لباس رابطہء نعمت است از درویش
نہ عین نعمت کورا برند ہر سوئے
چو باغباں کہ گل از باغ بہر بوئے دہد
چو رفت بوئے فگند ند گل بہر کوئے

ترجمہ: درویش سے جو لباس ملتا ہے وہ نعمت کے درمیان رابطہ ہے نہ کہ عین نعمت ہے جس کی ہر طرف نمایش کی جائے۔ جس طرح باغبان جو باغ کے پھول خوشبو کے لئے دیتا ہے جب پھول باغ سے نکلے تو گلی گلی خوشبو بکھیر دیتے ہیں۔ لیکن ہر خرقہ پوشی کی یہ عزتِ شان نہیں ہے جو اس خرقے کے دینے والے اور لینے والے کی ہونی چاہئے۔ قطعہ:

ایں گل آں گل نیست کو را ہر کسے
بوید ش آں باغبانے دیگر است
زیں گلستاں نیست ہر کس گل ستاں
کیں گلستاں را نشانے دیگر است

ترجمہ: یہ پھول وہ پھول نہیں ہے جسے ہر شخص خوشبو دے سکے وہ باغبان کوئی اور ہے۔ نہ یہ باغ ایسا باغ ہے کہ ہر پھول چننے والا پھول چنے کیوں کہ اس باغ کا پتہ نشان دوسرا ہے۔

جب مشائخ کے تبرکات اور مختلف طرح کے مستقل واقعات سے بہرہ مند ہو چکے تو شیخ کی خدمت کا طریقہ اختیار کیا حضرت قدوۃ الکبراؒ شیخ کی خدمت میں بارہ سال رہے اول مرتبہ میں جب پے در پے خدمت میں حاضر ہوتے کسی خدمت کے لئے عرض کرتے اور ہر چند اصرار کرتے، شیخ نے آپ کو اپنی کسی خدمت پر مامور نہ کیا۔ (کبھی کبھی) اتفاقاً فرماتے۔ فرزند اشرف! ہم آپ کو کس خدمت پر مامور کریں کہ پھر اسی خدمت کی خواہش حضرت ابو العباس کریں گے جس روز ہم نے آپ کو کپڑے عطا فرمائے اس روز انھوں نے آپ کے بارے میں اس قدر مبالغہ کیا کہ ہم کیا بیان کریں۔ قطعہ:

ترا از چشمہء آں باغِ علوی
نثارِ فیض می آید بہردم
ولے کز دم بدم مجرائے فیضش
ز جان ما بو د سیرانش بردم

ترجمہ: تجھے اس باغِ علوی کے چشمے سے ہمہ وقت فیض ملتا ہے۔ لیکن اس کے فیض کا دم بدم جاری ہونا ہماری روح سے اس کی سیر کے وقت ہوتا ہے۔

جب آپ کو پورے چار سال خدمت میں رہتے ہوئے ہو گئے، حضرت مخدومیؒ آپ کو القاب عطا کرنے کے لئے فکرمند
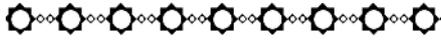
ہوئے ،فرمایا !الالقاب تنزل من السماء یعنی القاب آسمان سے نازل ہوتا ہے جو کچھ غیب سے نازل ہوگا وہی لقب دوں گا۔

ایک شب حضرت مخدومیؒ اپنی خلوت گاہ میں مشغول تھے وہ شبِ برات تھی وظائف واوراد شروع کرنے کے لئے باہر آئے (اور) خلوت گاہ میں چلے گئے سر جھکا کر مراقبے میں چلے گئے مراقبے کو بہت طول دیا یہاں تک کہ صبح کے آثار نظر آنے لگے۔ یکا یک خلوت گاہ کے در و دیوار سے ''جہاں گیر''، ''جہاں گیر'' کی صدا آنے لگی یہ بات دل میں جمالی اور فرمایا! الحمدللہ فرزند اشرف کو'' جہاں گیری'' کے خطاب سے مخاطب کیا ہے۔حضرت قدوۃ الکبراؒ دوسری خلوت گاہ میں مشغول تھے۔ جب نمازِ فجر کے لیے باہر آئے اور جماعت سے نماز ادا کرلی تو حضرت مخدومیؒ کا دستور تھا کہ فرض ادا کرنے کے بعد اصحاب ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے تھے اس صبح جس نے آپ سے مصافحہ کیا اس نے کہا، خطابِ جہاں گیری مبارک ہو ۔حضرت قدوۃ الکبراؒ نے فی البدیہہ فرمایا۔ قطعہ:

مرا از حضرتِ پیر جہاں بخش
خطاب آمد کہ اے اشرف جہاں گیر
کنوں گیرم جہانِ معنوی را
کہ فرماں آمد از شاہم جہاں گیر

ترجمہ: مجھے جہاں بخش پیر کی بارگاہ سے خطاب ملا کہ اے اشرف'' جہاں گیر''۔ میں نے اس سے یہ معنی لئے ہیں کہ میں باطنی جہان کو مسخر کروں گا کیوں کہ میرے بادشاہ کا فرمان ہے دنیا مسخر کر۔

ایک مرتبہ شبِ قدر میں اکثر حضرات کہتے ہیں ماہِ مبارک رمضان کی ستائیسویں شب تھی قدوۃ الکبراؒ حضرت مخدومیؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے، ہر موتی اسرار وایثار کی باتوں میں پرویا۔حضرت مخدومیؒ نے قدوۃ الکبراؒ کی نسبت فرمایا! فرزند اشرف میں نے آپ کے لئے استعدا د کی پستان خشک کردی ہے اور جو کچھ کام کی ابتداء اور اسرار کی انتہا میں درکار ہوتا ہے وہ میں نے آپ کو عنایت کئے۔ قطعہ:

ہر آں گو ہر کہ از کانِ عزیزاں
رسیدہ بر تو آں ایثار کردم
کہ ہرچ از ابرمد را رے رسیدہ
شدہ فیضے بہ تو ادرار کردم

ترجمہ: ہر وہ موتی جو عزیزوں (مشائخ) کی کان سے پہنچا، میں نے آپ پر نثار کردیا۔ جو کچھ برسنے والے بادل سے حاصل ہوا، وہی فیض آپ کو عطا کردیا۔

خدایا! ہم سب کو یہ نعمت حضرت نبی ﷺ اور آپ کی بزرگ اولاد کے صدقے میں نصیب فرما۔

آمین! یارب العالمین!